معارف السنۃ

مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان المبارک کے اعمال

قرآن کریم اور احادیث طیبہ کی روشنی میں

رمضان المبارک سال کا وہ اہم مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، اس ماہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور انسانیت کی صلاح وفلاح کے لیے آیات بیّنات آسمان سے زمین پر اترنے لگیں، اسی ماہ میں ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن صیام یعنی روزوں کی ادائیگی کی جاتی ہے جو فرائض اسلام بلکہ ارکان اسلام میں سے ہے، اس ماہ کی آخری دس راتیں جنہیں عشرۂ اُخیرہ کہا جاتا ہے سال کی سب سے مبارک اور قابل عبادت راتیں ہیں، اسی عشرۂ اُخیرہ کی ایک طاق رات میں ''لیلۃ القدر'' یعنی شبِ قدر ہوتی ہے جو قرآن کریم کی واضح آیت کے مطابق ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی سال چار ماہ سے بہتر ہے، اس لیے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ مبارک مہینہ احتیاط سے گذارے اور قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا ترغیب دی گئی ہے وہ کام کرے یا کرنے کی کوشش کرے اور جن کاموں سے روکا گیا ہے کم از کم اس ماہ میں ان سے بچ جائے۔

قرآن پاک سے تو چند موٹی موٹی باتیں معلوم ہوتی ہیں جو آسان زبان میں یہ ہیں:

(۱) روزہ: پورے ماہ کے ۲۹ یا تیس روزے رکھنا ہر صحت مند، عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جنسی عمل سے رکنے کا نام روزہ ہے، یہ روزہ رکھنا فرض ہے اور ارکان اسلام میں سے ہے۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ (القرآن) (اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں)۔

(۲) تقویٰ: روزہ کا مقصد قرآن کریم میں یہ ذکر کیا گیا کہ "لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" تا کہ تم متقی بن جاؤ، اس لیے اس مہینہ میں خاص طور پر ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے خواہ گناہ کا تعلق زبان سے ہو یا کانوں سے، آنکھوں سے ہو یا دل کے اُن برے خیالات سے جو انسان اپنے دل میں رکھ کر اُن سے مزہ لیتا ہے، وہ گناہ ہاتھوں کے ہوں یا پیروں کے، اُن گناہوں کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے، وہ گناہ انفرادی ہوں یا اجتماعی، بہر حال ہر قسم کے ہر ہر گناہ سے بچنے کی پوری کوشش کرنا لازم ہے۔

(۳) تلاوت اور قرآن میں مشغولی: شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ (البقرہ ۱۸۵) رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا (القرآن) لہٰذا اس ماہ میں قرآن کریم کی تلاوت کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مہینہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ ہر رات قرآن کا دور کیا کرتے تھے، (صحیح بخاری وکتب احادیث) تلاوت قرآن کے علاوہ، قرآن مجید یاد کرنا، قرآن مجید کا دور کرنا، تراویح میں یا تراویح سے باہر قرآن مجید سننا اور سنانا، قرآن مجید کی تلاوت درست کرنے کے لیے محنت کرنا، تجوید سیکھنا، قرآن مجید پڑھنا، اور پڑھانا غرض اس ماہ میں قرآن کریم کے ساتھ مشغول رہنا نفلی عبادات میں اہم ترین اور مبارک ترین عبادت ہے اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(۴) دُعا: روزوں کی آیت کے ساتھ ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو انہیں بتادیں کہ میں تو قریب ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ (آیت ۱۸۶، سورۂ بقرہ) ـــــ لہٰذا اس ماہ میں دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، افطاری کا وقت ہو یا تہجد کا، فرض نمازوں کے بعد کا وقت ہو یا دعا کی قبولیت کے دوسرے اوقات۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، قرآن وحدیث کی دعائیں تو افضل دعائیں ہیں، مگر اپنی زبان میں اپنے پروردگار وحدہ لاشریک لہ سے ہر ہر چیز مانگتے رہنا چاہئے، خوہ نمک ہی کیوں نہ ہو اور خواہ جوتے کا تسمہ ٹوٹنے پر اپنی حاجت کا اظہار ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہی رہنا چاہئے اور ہر ہر نعمت مانگنی چاہئے خواہ نعمت چھوٹی ہو یا بڑی، کیونکہ اس کی بارگاہ میں سب چھوٹی ہیں۔

(۵) شبِ قدر: لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (سورۃ القدر)

اس ماہ کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات شب قدر ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی آخری دس راتوں (عشرۂ اخیرہ) میں عام معمول سے بہت زیادہ عبادت کرتے تھے، لہذا ہر شخص کو اپنی حیثیت اور فرصت کے مطابق آخری دس راتوں میں پھر خاص طور پر طاق راتوں یعنی اکیسویں شب، تیئیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات میں عبادت نوافل، تلاوت، تہجد اور دعا کا خاص اہتمام کرنا لازم ہے ورنہ سخت محرومی کا اندیشہ ہے۔

احادیث شریفہ سے چند اہم ہدایات

نیت کی درستگی

رمضان المبارک میں روزہ رکھا جائے یا تراویح پڑھی جائے، تلاوت کی جائے یا تہجّد ادا کریں، دعا ہو یا اذکار ونوافل ان سب کی بنیادی شرط یہ ہے کہ ان عبادات میں نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، کیونکہ عبادت اسی وقت عبادت بنتی ہے جب وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو غیر اللہ کو اس میں شریک نہ کیا جائے۔ اسی لیے مشہور حدیث ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (صحیح بخاری)

جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت کے ساتھ، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

اس حدیث شریف میں پہلی شرط ایمان کو قرار دیا گیا ہے اسی لیے کافر کا روزہ غیر معتبر ہے اور دوسری شرط احتساب کو قرار دیا گیا ہے کہ روزہ رکھنے والے کا مقصد اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنا ہو ــــــ اس لیے روزہ اس نیت سے رکھنا ضروری ہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں اس نے مجھ پر روزہ فرض کیا ہے میں یہ روزہ رکھ رہا ہوں تاکہ اس ذات باری تعالیٰ سے ثواب حاصل ہو، دنیوی اغراض مثلاً صحت کی یا وزن کم کرنے کی نیت کرنا غلط ہے، دنیوی منافع تو خود بخود حاصل ہو ہی جاتے ہیں مگر دنیوی منافع کی نیت کرنا اپنی عبادت کو خراب یا ناقص کرنا ہے، اس لیے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ثواب کی نیت سے اور اپنی آخرت درست کرنے کی نیت سے روزہ رکھنا لازم ہے۔

روزہ میں فحاشی اور لڑائی جھگڑے سے بچنا

یہ بات بھی بہت ضروری ہے کہ روزہ رکھ کر فحش کاموں سے اور گالی گلوچ، لڑائی جھگڑے اور چیخنے چلانے سے مکمل پرہیز کیا جائے۔ حدیث شریف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْھَلْ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا یَصْخَبْ، وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا یُجَادِلْ) وَاِنِ امْرَؤٌ قَاتَلَہٗ اَوْ شَاتَمَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ. (صحیح بخاری)

روزہ ڈھال ہے تو روزہ دار نہ فحش حرکت کرے، نہ بے وقوفوں والا کام کرے (اور ایک روایت میں ہے کہ شور نہ مچائے، اور ایک روایت میں ہے کہ جھگڑا نہ کرے،) اور اگر کوئی شخص اس روزہ دار سے لڑے یا گالم گلوچ کرے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (یعنی میں یہ کام نہیں کروں گا) (فتح الباری ص ۱۰۳ ج ۴)۔

روزہ میں جھوٹ سے بچنا

حدیث شریف میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ:

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (صحیح بخاری)

جس نے روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (فتح الباری ج ۴ ص ۱۱۶)

حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ روزہ رکھ کر کھانے پینے اور جنسی تعلقات چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ کو تو کوئی فائدہ ہے ہی نہیں —— روزہ رکھنا تو خود روزہ دار ہی کے لیے مفید اور ضروری ہے اس لیے ضروری ہے کہ وہ روزہ روزہ ہو لہٰذا روزہ میں حلال چیزیں کھانے پینے اور جائز جنسی تعلقات چھوڑنے کے ساتھ حرام کاموں جھوٹ، دھوکہ، رشوت، حرام خوری وغیرہ کو چھوڑنا تو اور زیادہ ضروری ہے، ورنہ روزہ کا پورا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

رمضان میں سخاوت اور صدقات وعطیات کی کثرت

حدیث میں ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِىْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِىْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ. (صحيح بخاری، کتاب بدء الوحی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، (مالی، روحانی، علمی، اخلاقی طور پر سب سے زیادہ امت کو نوازنے والے تھے) اور آپ سب سے زیادہ سخی رمضان میں ہوتے جب حضرت جبرئیل آپ کے پاس آتے، اور حضرت جبریل رمضان کی ہر رات میں آتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔ (فتح الباری ج۱ص۳۰ اور ج۴ ص۱۱۶)۔

حدیث شریف کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہوا بادلوں کو لا کر پورے علاقہ پر بارش برساتی ہے اور بارش سے کوئی گھر کوئی جگہ محروم نہیں رہتی، بارش کا اثر ہر ہر جگہ پہنچتا ہے حتی کہ اگر بارش کے قطرے براہِ راست کہیں نہ بھی پہنچیں تو بھی بارش کی وجہ سے فضا اور موسم اس طرح تبدیل ہو جاتا ہے کہ بارش کی خیر و برکت ہر شخص اور ہر کمرہ کے اندر تک پہنچ ہی جاتی ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت سے علاقہ کا کوئی گھر محروم نہ رہتا، بارش کی طرح دور دور تک اور گھروں کے اندر تک آپ کی سخاوت کے اثرات پہنچتے اور لوگ آپ کے فیض سے مالا مال ہوتے۔

روزہ دار کو افطار کرانا اور اسے پیٹ بھر کر کھلانا

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ، قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِى اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ، وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ. (مشکوۃ. بیھقی)

جس نے اس ماہ میں کسی روزہ دار کو افطار کروایا تو اس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہوگی اور جہنم سے اس کی گردن آزاد ہوگی اور افطار کرانے والے کو اس روزہ دار کے برابر ثواب بھی ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب تو اتنی چیزیں نہیں پاتے کہ روزہ دار کو (پورا) افطار کرا سکیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیدے گا جو کسی روزہ دار کو پانی ملے ہوئے دودھ سے یا کھجور سے یا خالی پانی ہی سے افطار کرادے۔ اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا تو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے اسے ایسا پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک وہ پیاسا نہ ہوگا۔ (مشکوۃ۔ مرقاۃ ج۴ ص ۲۳۸)۔

اپنے غلاموں، نوکروں، ماتحتوں، گھر والوں سے کام کم لینا

اسی روایت میں ہے کہ:

وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ (بیھقی)

اور جس نے اس ماہ میں اپنے غلاموں سے کام ہلکا لیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اسے آگ سے آزاد کردے گا۔ (مشکوۃ۔ مرقاۃ ص ۲۳۸ ج ۴)۔

لہٰذا اس مہینے میں دنیوی کام کم سے کم رکھنا چاہیے، رمضان آنے سے پہلے رجب اور شعبان میں کاموں کو نمٹا لینا چاہیے تاکہ رمضان المبارک میں کام کم ہو اور روزہ رکھنا اور عبادت کرنا آسان ہو —— اس لیے ماہِ رمضان میں اپنے غلاموں، نوکروں، گھر والوں اور ماتحتوں پر رحم کھا کر ان پر کاموں کا بوجھ ہلکے سے ہلکا رکھنا چاہیے تاکہ آپ کی گردن جہنم سے آزاد ہو سکے۔

رمضان میں تراویح، تہجد، نوافل اور ذکر اللہ کا اہتمام

حدیث شریف میں ہے کہ:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

جو رمضان میں کھڑا رہا ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس "قیام رمضان" میں تراویح تو سرفہرست ہے جو رمضان المبارک کی اہم اور مخصوص عبادت ہے جو صرف رمضان ہی میں ادا کی جاسکتی ہے یعنی عشاء کے بعد بیس رکعت نماز تراویح ادا کی جائے اور مسجد میں تراویح کے اندر ایک بار قرآن مجید سنا اور سنایا جائے مگر اس تراویح کے ساتھ آخر شب میں تہجد کی چار یا آٹھ رکعت ادا کرنا اسی طرح اشراق یا چاشت وغیرہ نوافل ادا کرنا بھی اسی قیام رمضان کا حصہ ہے رمضان میں اس کی کوشش کرنی چاہئے ——— اسی طرح اس ماہ مبارک میں چلتے پھرتے ذکر اللہ کا اہتمام کرنا چاہئے خصوصاً کلمۂ طیبہ اور استغفار وغیرہ۔ چلتے پھرتے یہ کلمہ بھی پڑھا جاسکتا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ

رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اہتمام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ:

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ (رواه مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی آخری دس راتوں میں (عبادت کی) وہ کوشش کرتے تھے جو اور دنوں میں نہ ہوتی۔ (مسلم، مشکوۃ، مرقاۃ ص ۳۱۹ ج ۴)

اور انہیں سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَأَحْيَا لَيْلَهٗ وَأَيْقَظَ أَهْلَهٗ. (متفق علیہ)

جب رمضان کا عشرۂ اخیرہ شروع ہوتا تو آپ کمر کس لیتے تھے، ساری رات (یا اکثر) شب

عبادت کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگایا کرتے تھے (مشکوۃ۔ مرقاۃ ۳۲۰ ج ۴)

لہٰذا اس بات کی کوشش بہت ضروری ہے کہ عشرۂ اخیرہ نیک کاموں اور عبادت میں گذرے، سڑکوں، بازاروں میں یہ مبارک راتیں ضائع نہ ہوں، عید کے نام پر جس تیاری کا رواج پڑ گیا ہے اول تو وہ غیر ضروری ہے پھر وہ رمضان المبارک اور عشرۂ اخیرہ سے پہلے بھی ہو سکتی ہے، ان مبارک راتوں کو فضول کاموں میں ضائع کرنے کا کیا فائدہ بلکہ نقصان ہی نقصان ہے دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی۔

شبِ قدر کی تلاش

عشرۂ اخیرہ میں اور خاص طور پر اس عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں یعنی اکیسویں شب، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات کو شبِ قدر ہونے کا امکان ہے، یہ ایک رات قرآن مجید کے مطابق ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کی آخری دس راتوں میں سے اس کی طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرو۔ (صحیح بخاری، مشکوۃ، مرقاۃ ص ۳۱۴ ج ۴)۔

لہٰذا عشرۂ اخیرہ کی راتوں میں عبادت کا خاص اہتمام کر کے شبِ قدر کو حاصل کرنا چاہئے ورنہ سخت محرومی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ، وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٌ. (رواه ابن ماجه)

یہ ماہِ رمضان تمہارے پاس آ گیا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو اس رات سے محروم ہو گیا وہ ساری خیر سے محروم ہو گیا، اور اس رات کی خیر سے وہی شخص

محروم رہتا ہے جو مکمل طور پر (بھلائی سے) محروم ہو) مشکوۃ، مرقاۃ ص ۲۳۶ ج ۴)۔

اس ماہ کی قدر کرو یہ پورے سال کی سلامتی کی ضامن ہے

یہ مبارک مہینہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا اور مغفرت کا مہینہ ہے، اس ماہ میں مسلمان تھوڑی بہت بھی کوشش کرلے تو اس کی مغفرت کا سامان ہوجاتا ہے، اور دنیا و آخرت درست ہوجاتی ہے اور اگر خدانخواستہ یہ پورا مہینہ ہی غفلت میں گذر جائے اور مسلمان اپنی مغفرت کا کوئی سامان نہ کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا ڈر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَیْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُّغْفِرَ لَهٗ. (رواہ الترمذی)

اس شخص کی ناک مٹی میں ملے جس پر رمضان آیا اور اس کی مغفرت ہونے سے قبل ہی ختم ہوگیا۔

لہٰذا اگر زیادہ عبادت نہ ہوسکے تو کم از کم اس مہینہ میں اپنی مغفرت تو کروا ہی لینی چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ یہ رمضان سلامتی اور عافیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گذر جائے ایک ضعیف روایت میں آتا ہے کہ اگر کسی شخص کا رمضان سلامتی سے گذر جائے تو اس کا پورا سال سلامتی سے گذرتا ہے (شرح الجامع الصغیر للمناوی)۔

اب ہم میں سے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اس ماہ مبارک کا اہتمام کرے فرض روزہ اور تراویح کے ساتھ ان اعمال کا اہتمام کرے جن کی تفصیل اوپر ذکر کی گئی ہے، اور جو کام کرے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے، دکھاوا، شہرت، نام ونمود سے بچے اور تعریف کی خواہش سے محفوظ رہنے کی پوری کوشش کرے تاکہ وہ عمل اخلاص پر مبنی ہو اور بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْکٌ (یعنی تھوڑا سا دکھاوا بھی شرک ہے) اس شرک سے بچنے کا اہتمام کرکے ہر عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری قدم قدم پر مدد فرمائے اور اس مبارک مہینہ کو ہمارے لیے تقویٰ، مغفرت، رحمت اور سلامتی کا مہینہ بنا کر ہمارے لیے جنت آسان فرمادے، آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

